تحریک پاکستان میں اعلیحضرت فاضل بریلوی کا کردار

سید رئیس احمد *

اعلیحضرت احمد رضا خان صاحب، جنگ آزادی ہند سے تقریباً ایک سال قبل ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بمطابق ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ روہیلکنڈ کے مشہور شہر بریلی کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی محمد رکھا گیا لیکن آپ کے جدمکرم مولانا محمد رضا خان صاحب کے مجوزہ نام احمد رضا نے شہرت عام اور بقائے دوام حاصل کی۔ (۲)

اپنی تعلیم اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنیکے بعد (۱۸۷۸ء کے بعد) اعلیحضرت جب تبلیغ و اشاعت دین میں مصروف ہوئے تو یہ زمانہ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ کا انتہائی نازک دور تھا۔ برصغیر کی غالب اکثریت (ہندو) نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے انگریزوں کی مدد سے نہ صرف ایک سیاسی جماعت "آل انڈیا نیشنل کانگریس تشکیل دی (۳) بلکہ اس نے سب سے بڑی اقلیت (مسلم قوم) کو دھوکہ دینے کے لیے ہندو مسلم بھائی بھائی کا نعرہ بلند کیا اور انگریزی حکومت اور انکے اقتدار سے آزادی کی آڑ میں انکو (مسلمانوں کو) محکوم بنانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ (۴)

برصغیر کی مسلم ملت اسوقت ایک ایسے سرے پر پہنچ چکی تھی جسکے آگے راستہ بند تھا (۵)۔ کیونکہ اگر ایک جانب کسی بھی مسلم حکومت نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دوران انکی مدد کیلئے کوششیں نہیں کیں تو دوسری جانب صدیوں مسلمانوں کی غلامی اور محکومی میں زندگی بسر کرنے والے ہندو جن کے لیے انگریزی حکومت کا قائم ہونا حکمرانوں کی تبدیلی کے سوا کچھ نہ تھا (۶)۔ انہوں نے اپنی فطری مکاری اور عیاری سے کام لیتے ہوئے مسلمانوں کو اسلام ازم سے ہٹا کر نیشنل ازم کی طرف مائل کر لیا۔ اس وقت اعلیحضرت ہی تھے جو برملا انگریزوں کے ساتھ اپنی نفرت کا اظہار کرتے تھے متعدد واقعات جو آپکی سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں اسکے شاہد ہیں مثلاً ڈاک کا ٹکٹ لفافے پر الٹا لگانا (۷) انگریز جج کی عدالت میں حاضر نہ ہونا (۸)

تحریک خلافت جو ترکی میں قائم خلافت عثمانیہ کے تحفظ کے لیے مولانا محمد علی جوہر اور انکے ساتھیوں نے شروع کی (۱۹۱۹ء میں) (۹) اس میں ہندو سرگرمی سے حصہ لینے لگے۔ (۱۰) بظاہر یہ تحریک مذہبی

* لیکچرار شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

تھی لیکن اسکے اسباب خالص سیاسی تھے جو اعلیحضرت امام احمد رضا کی دور بین نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکے اور آپ نے اپنے آپ اور اپنے متبعین کو اس تحریک سے الگ رکھا کیونکہ آپ عبدالحمید کو سلطان ترکی سمجھتے تھے اور خلیفۃ المسلمین ماننے کو تیار نہ تھے ۔ اس لئے کہ آپ کے نزدیک شریعت اسلامیہ میں خلیفہ اور خلافت بادشاہ اور سلطنت کے لیے علیحدہ نوعیت کے احکام پائے جاتے ہیں اس رو سے خلیفہ اور خلافت کی حفاظت فرض ہے اور سلطان اور سلطنت کی اعانت حسب استطاعت واجب ہے)

آپ نے اپنے اس اقدام کی وضاحت رسالہ دوام العیش میں ان الفاظ میں کی ۔

" معلوم تھا کہ کر تو کچھ نہیں سکتے نہ خود نہ وہ خالی چیخ و پکار کا نام حمایت رکھنا ہے اہل عقل و دین اول تو غوغائے بے ثمر کو خود ہی عبث جان کر صرف توجہ الی اللہ پر قانع رہیں گے اور اگر شاید آپ چاہیں تو انہیں مذہب اہل سنت ہر شے سے زیادہ عزیز ہے ۔ لہذا ایسے لفظ کی چلاہٹ ڈالو جو خلاف مذہب اہل سنت ہو کہ وہ شریک ہوے ہوں تو نہ ہوں اور کہنے کو موقع مل جائے کہ دیکھئے انہیں مسلمانوں سے ہمدردی نہیں ۔ " (۱۱)

بعد کے واقعات نے فاضل بریلوی کے ان دونوں خیالات کو درست ثابت کر دیا ۱۹۲۲ء میں جب مصطفیٰ کمال پاشا نے سلطان ترکی کو معزول کر کے جمہوریہ ترکی کی بنیاد رکھی تو خلافت تحریک کے تمام زعماء نے اس تحریک کو پس پشت ڈالکر نو قائم جمہوریت کو تسلیم کرلیا ۔

تحریک خلافت میں مسلمانوں کے جوش و جذبے کو سامنے رکھتے ہوئے ہندو زعماء بالخصوص گاندھی جی نے کانگریس کی جانب سے تحریک ترک موالات کا اعلان کر دیا (۱۲) انہوں نے ان دونوں معاملات میں انگریزوں کی مخالفت و مقاطعت کی قدر مشترک سے فائدہ اٹھایا) یہ دونوں تحریکیں ایک دوسرے کے قریب آگئیں اور انگریزوں کے خلاف ہندو مسلم اتحاد کی فضاء پیدا ہونے لگی ۔ (۱۳) اس تحریک کے زمانے میں مسلمان اتنے آگے بڑھ گئے کہ اسلامی شعائر کو چھوڑ کر کافرانہ روش کو اپنانے لگے (مسلمانوں کا اپنی پیشانیوں پر قشقہ لگوانا ، ھندو ارتھیوں کو کاندھا دینا ، ہندو لیڈروں کو مساجد میں منبر پر بٹھانا وغیرہ (۱۴) ۔

فاضل بریلی نے اندازہ کرلیا کہ اس تحریک کے اصل مقاصد کیا ہیں اور خلافت اسلامیہ کی حفاظت کا دعویٰ سوائے ایک فریب کے کچھ نہیں اور اصل مقصود انگریزوں کو ہندوستان سے دھکیل کر ایک ہندو راج مملکت قائم کرنا ہے مولانا ابو الکلام آزاد کے خیالات سے اسکی تائید ہوتی ہے ۔

" کوشش اور لڑائی صرف اماکن مقدسہ اور خلافت کے لیے نہیں ہے بلکہ ہندوستان کو خود اختیاری حکومت دلانے کے لیے ہے اگر خلافت کا خاطر خواہ فیصلہ بھی ہو جائے تو ہماری جدوجہد جاری رہے گی اسوقت تک کہ ہم گنگا و جمنا کی مقدس سرزمین آزاد نہ کرالیں ۔(۱۵)

اعلیحضرت نے ایک قوی نظریہ کو تقویت پہچانے والی اس تحریک کو جو عہد اکبری میں کی جانے والی مسلم ہندو ادغام کی کوششوں کا اعادہ تھا اسی طرح رد کر دیا اور اس کی بیخ کنی فرمائی جس طرح دور اکبری میں شیخ احمد سرہندی فاروقی نے کی تھی ۔(۱۶) آپ نے اس جال سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے تحریک ترک موالات کی سخت مخالفت فرمائی اور واضح کر دیا کہ تمام غیر مسلم خواہ عیسائی ہوں یا ہندو ایک قوم ہیں اور اسلام کے دشمن اس لیے ان پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے آپ نے علی برادران پر تحریک میں شمولیت کی دعوت دینے پر صاف الفاظ میں واضح کیا۔

" مولانا میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں اور میں مخالف ہوں " ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ " مولانا میں ملکی آزادی کا مخالف نہیں ہندو مسلم اتحاد کا مخالف ہوں ۔" (۱۷)

ان تحاریک میں اعلیحضرت کے کردار کا بہ نظر غائر جائزہ لینے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مسلمانان ہند کو آپ نے مہوؤں کی سازش سے آگاہ فرمایا جسکا اعتراف میاں عبدالرشید نے اس طرح کیا ہے:

" برعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں کو سیاسی خودکشی سے بچانے اور ان کے ایمان کو اندرونی و بیرونی حملوں سے محفوظ رکھنے کے سلسلہ میں حضرت احمد رضا خاں بریلوی نے جو گراں قدر خدمات انجام دیں و لائق صد ستائش ہیں " ۔(۱۸)

۱۹۲۰ء میں اعلیحضرت وصال فرما گئے لیکن آپ نے اپنے تلامذہ خلفاء اور متبعین کی ایسی جماعت چھوڑی جس نے تحریک پاکستان کو آگے بڑھایا ۔ وصال کے چار سال بعد صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے ایک تنظیم قائم کی (۱۹) ۔ آپ کے ایک اور خادم محمد عبدالقدیر بلگرامی نے اپنے رسالہ " ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام " میں پہلی مرتبہ تقسیم ہند کی مفصل تجویز پیش کی ۔ جسکا ذکر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے ان الفاظ میں کیا ہے ۔

" مارچ اور اپریل ۱۹۲۰ء میں بدایوں کے ایک اخبار ذوالقرنین نے ایک صاحب محمد

عبدالقدیر بدایونی کا گاندھی کے نام ایک کھلا خط شائع کیا تھا جس میں برصغیر کی تقسیم کی تجویز پیش کی گئی تھی اس میں انہوں نے مسلم اضلاع کی فہرست تک دی تھی جو مشرقی و مغربی پاکستان کی موجودہ سرحدوں سے کچھ زیادہ نہ تھی ۔" (۲۰)

۱۹۳۰ء میں جب الہ آباد میں مسلم لیگ کے اجلاس میں ڈاکٹر محمد اقبال نے سیاسی پلیٹ فارم سے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی (۲۱) تو علماء میں سب سے پہلے مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اسکی تائید کی ۔ (۲۲)

یہی نہیں بلکہ ۱۹۴۶ء میں بنارس میں منعقد ہونے والی سنی کانفرنس کے چار روزہ اجلاس) ۲۷ تا ۳۰ اپریل) جس میں ہندوستان بھر کے دوہزار سے زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی اس میں یہ قرار داد متفقہ طور پر منظور کی گئی۔

یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علما و مشائخ اہل سنت اسلامی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکان قربانی کے لیے تیار ہیں ۔(۲۳)

چنانچہ اعلیحضرت فاضل بریلوی نے جس تحریک کا آغاز کیا تھا آپ کے خلفاء اور تلامذہ نے اسے مسلسل جاری رکھا،یہاں تک کہ پاکستان کا قیام عمل میں آگیا۔

ماحصل:۔

مذکورہ بحث سے بڑے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ برصغیر کے مختلف مشائخ ، علماء اور سیاست دانوں نے تحریک پاکستان میں جو اہم کردار ادا کیا اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں ۔ الحمد للہ ، آج بھی آپ کے معتقدین استحکام پاکستان کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ پیش پیش ہیں اور اس مملکت خداداد میں نظام مصطفیٰ کے قیام کے لیے بھرپور کردار ادا کررہے ہیں جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تحریک کا بنیادی مقصد تھا۔

مراجع ، مصادر و حواشی

۱) ظفر الدین رضوی ۔ حیات اعلیحضرت ، ۔ بریلی ، قادری بکڈپو ۱۳۶۹ھ صفحہ ۱ ، ج اول

۲) محمد مصطفے رضا خاں ۔ ملفوظات اعلیحضرت ۔ لاہور حامد اینڈ کمپنی ۔ صفحہ ۱ ، ج اول

۳) حسن ریاض سید ۔ پاکستان ناگزیر تھا ۔ کراچی شعبہ تصانیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی ۔ ۱۹۹۲ء ص ۳۳

۴) ایضاً ص ۳۴
۵) اشتیاق حسین قریشی ڈاکٹر۔ برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ (ترجمہ ہلال احمد زبیری) کراچی شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی ۱۹۸۹ء ص ۳۰۴
۶) ایضاً ص ۲۹۲
۷) محمد مسعود احمد ڈاکٹر۔ گناہ بے گناہی۔ لاہور مرکزی مجلس رضا ۱۹۸۲ء ص ۳۶
۸) بدر الدین احمد علامہ۔ سوانح امام احمد سکھر مکتبہ نوریہ رضویہ ۱۹۸۷ء ص ۳
۹) ریاض حسین سید۔ پاکستان ناگزیر تھا محولہ بالا ص ۸۵
۱۰) ایضاً ص ۸۶
۱۱) احمد رضا خان امام دوام العیش فی الائمتہ من۔ قریش لاہور، مکتبہ رضویہ لچنت گڑھ ۱۹۸۰ء ص ۹۴-۹۵۔
۱۲) ریاض حسین سید پاکستان ناگزیر تھا محولہ بالا، ص ۱۰۴۔
۱۳) سیتارا میاپتا بھائی The History of the Indian National Gongres بمبئی ۱۹۴۶ء ص ۱۸۹۔
۱۴) السواد الاعظم مراد آباد، شمارہ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء ص ۳۲
۱۵) محمد مسعود احمد ڈاکٹر آئینہ رضویات کراچی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ۱۹۸۹ء ص ۱۵۷۔
۱۶) محمد مسعود احمد ڈاکٹر سیرت مجدد الف ثانی کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۷۶ء ص ۲۸۹۔
۱۷) پاشا بیگم اعلیٰ حضرت کی مذہبی اور سیاسی خدمات۔ مطبوعہ ماہنامہ عرفات لاہور شمارہ اپریل ۱۹۷۰ء ص ۶۵۔
۱۸) عبدالرشید۔ پاکستان کا منظر و پیش منظر لاہور پنجاب یونیورسٹی ص ۱۱۵
۱۹) محمد مصطفیٰ رضا خاں ملفوضات اعلیٰ حضرت لاہور، حامد اینڈ کمپنی، ص ۸ جلد اول۔
20) Ishtiaque Hussain Qureshi Dr The Struggle for Pakistan Karachi . B.C.C & T Karachi University 1988 P.117
۲۱) یاض حسین سید پاکستان ناگزیر تھا۔ محولہ بالا۔ ص، ۱۸۰
۲۲) غلام معین الدین نعیمی۔ حیات صدر الافاضل لاہور ص ۱۸۶۔
۲۳) محمد مصطفے رضا خان ملفوظات اعلیٰ حضرت محولہ بالا ص ۸